سرکاری رپورٹ

چھٹا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کارروائی اجلاس
منعقدہ یکشنبہ۔ مورخہ ۲۲ ر جون ۱۹۸۶ئہ

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوتِ قرآن پاک و ترجمہ۔	۳
۲	وقفہ سوالات (نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات)	۴
۳	رُخصت کی درخواستیں۔	۲۰
۴	منظور شدہ اخراجات کے مصدقہ گوشواروں کا ایوان کی میز پر رکھا جانا۔	۲۲

جلد ششم
شمارہ ہفتم

بلوچستان صوبائی اسمبلی

۱۔ مسٹر اسپیکر — مسٹر محمد سرور خان کاکڑ
۲۔ مسٹر ڈپٹی اسپیکر — آغا عبدالظاہر

افسران اسمبلی

۱۔ سیکریٹری۔ — مسٹر اختر حسین خان
۲۔ ڈپٹی سیکرٹری۔ — محمد حسن شاہ

معزز اراکین کی فہرست جنہوں نے آج کے اجلاس میں شرکت کی

۱۔ مسز فضیلہ عالیانی
۲۔ مس آغا پری گل (وزیر)
۳۔ مسٹر آبادان فریدون آبادان (مشیر)
۴۔ میر عبدالغفور بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری)
۵۔ میر عبدالکریم نوشیروانی (" ")
۶۔ میر عبدالمجید بزنجو (" ")
۷۔ میر عبدالنبی جمالی (وزیر)
۸۔ آغا عبدالظاہر
۹۔ میر احمد خان زہری
۱۰۔ سردار احمد شاہ کھیتران وزیر
۱۱۔ مسٹر ارجن داس بگٹی۔
۱۲۔ مسٹر عصمت اللہ خان موسیٰ خیل
۱۳۔ سردار بہادر خان بنگلزئی (وزیر)
۱۴۔ مسٹر بشیر مسیح (پارلیمانی سیکرٹری)
۱۵۔ سردار چاکر خان ڈومکی
۱۶۔ سید داد کریم
۱۷۔ سردار دینار خان کرد
۱۸۔ حاجی عید محمد نوتیزئی
۱۹۔ حاجی ظریف خان مندوخیل (پارلیمانی سیکرٹری)
۲۰۔ سردار نثار علی (" ")
۲۱۔ جام میر غلام قادر خان (وزیر اعلیٰ)
۲۲۔ ملک گل زمان کاسی (مشیر)

۲۳. میر ہمای[redacted] (وزیر)

۲۴. مسٹر اقبال احمد کھوسہ (پارلیمانی سیکرٹری)

۲۵. میر محمد علی رند

۲۶. ڈاکٹر محمد حیدر بلوچ (وزیر)

۲۷. ارباب محمد نواز خان کاسی (〃)

۲۸. میر محمد نصیر مینگل (〃)

۲۹. حاجی محمد شاہ مردانزئی

۳۰. سردار محمد یعقوب خان ناصر (وزیر)

۳۱. مسٹر نصیر احمد خان باچا

۳۲. مسٹر ناصر علی بلوچ (پارلیمانی سیکرٹری)

۳۳. میر نور احمد خان مری (〃 〃)

۳۴. میر سلیم اکبر خان بگٹی

۳۵. میاں سیف اللہ خان پراچہ (وزیر)

۳۶. پرنس یحییٰ جان

۳۷. سردار نواب خان ترین

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا بجٹ اجلاس

اسمبلی کا اجلاس بروز یکشنبہ مورخہ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء
بوقت صبح دس بجے زیر صدارت مسٹر محمد سرور خان کاکڑ اسپیکر
منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ج لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج قفا
وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ
عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ج وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا
قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝
(صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ) پ ۱۵ ع ۱۶ [سورۃ الکہف ۲۷-۲۸]

ترجمہ:۔ اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ مقید رکھا کریں جو صبح و شام (یعنی ہمیشہ ہمیشہ) اپنے رب کی عبادت، محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے کرتے ہیں اور دنیوی زندگانی کی رونق کے خیال سے آپ کی آنکھیں ان سے ہٹنے نہ پائیں اور آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیئے، جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر رکھا اور وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے۔ (وما علینا الا البلاغ)

وقفۂ سوالات

مسٹر اسپیکر:- اب سوالات ہوں گے۔ پہلا سوال مسٹر ارجن داس بگٹی کا ہے

※ ۱۹۴۔ **مسٹر ارجن داس بگٹی**:- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم یہ تبلائیں گے کہ:

الف:- کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ایک کثیر تعداد اقلیت کی آباد ہے۔ جس کی بنا پر صوبائی اسمبلی میں اقلیت کے لئے مخصوص نشستیں جداگانہ صورت میں موجود ہیں؟

ب:- کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ میں اقلیتی سیٹ برائے انجینئرنگ صرف ایک ہے؟

ج:- اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ میں ہندو اقلیت کی کثیر آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے جداگانہ اقلیت کی بنیاد پر انجینئرنگ سیٹ مخصوص کرنے پر غور کرے گی۔

وزیر تعلیم:- الف:- جی ہاں

ب:- جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ ملک کے مختلف انجینئرنگ کالجوں/یونیورسٹیوں میں بلوچستان کیلئے مخصوص ۱۸ نشستوں میں سے ایک غیر مسلم اقلیتوں کیلئے ہے۔ غیر مسلم اقلیت کے امیدوار اپنے اپنے ضلع کے مخصوص کوٹہ پر بھی مقابلہ کر سکتے ہیں اس طرح سے اقلیت کے امیدوار ماضی میں اپنے اپنے ضلع سے نشستیں لیتے رہے ہیں اور آئندہ بھی لے سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک نشست صوبائی سطح پر مزید مخصوص کر دی گئی ہے۔ لیکن اس نشست پر مقابلہ کرنے والے غیر مسلم اقلیت کے امیدوار کا کسی خاص مذہب سے متعلق ہونا ضروری نہیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی (ضمنی سوال) جناب اسپیکر! کیا میں محترم وزیر صاحب سے دریافت کر سکتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی میں ہماری اقلیتوں کے نمائندے ممبر کی حیثیت

سے نمائندگی کر رہے ہیں۔ کیا ہماری سیٹیں بڑھائی نہیں جا سکتی ہیں ؟ -

مس پری گل آغا (وزیر تعلیم) :- جیسا کہ میں نے جواب میں بتایا وہ مقابلے کے امتحانوں میں حصہ لیتے رہتے ہیں اور نمبر وائز سلیکٹ ہو جاتے ہیں ۔ اس کے باوجود ان کے لئے خاص سیٹ رکھی گئی ہے ۔ ویسے مقابلہ کی بنیاد پر اکثریت اور اقلیت کے امیدوار اہلیت کے تحت سیٹ حاصل کر سکتے ہیں

مسٹر بشیر مسیح :- جناب والا! وزیر متعلقہ نے بہت ہی اچھا جواب دیا ہے لیکن اس کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے اقلیتوں کیلئے مزید ایک اور سیٹ مخصوص کی جائے تو بڑا اچھا ہوگا اور یہ آپ کی مہربانی ہوگی ۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! یہ سلسلہ شروع سے ہی ایسا چلا آرہا ہے ۔ ہمارا انجینئرنگ کالج ابھی نہیں بنا ہے ۔ انشاء اللہ ہمارا انجینئرنگ کالج جلد بنے گا ۔ اس میں ہم آپ کو سیٹ دیں گے ۔

٭ ۲۵۰ ۔ مسٹر ارجن داس بگٹی :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گی کہ :۔

الف :۔ کیا یہ درست ہے کہ پاکستان کی تمام یونیورسٹیاں بجز بلوچستان یونیورسٹی، یونیورسٹی ایکٹ کے تحت چل رہی ہیں جبکہ صرف بلوچستان یونیورسٹی پچھلے سولہ سال سے آرڈیننس کے سہارے چل رہی ہے ۔

ب :۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ وضاحت کرے گی کہ اسمبلی کے ہوتے ہوئے اب تک بلوچستان یونیورسٹی ایکٹ کیوں نافذ نہ ہو سکا ۔

ج :۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ آرڈیننس کے سہارے چلنے والی یونیورسٹی حقیقی معنوں میں خود مختار (AUTONOMOUS) نہیں ہوتی اور اسی لئے بلوچستان یونیورسٹی (AUTONOMY) سے محروم ہے ۔ وجہ بتلائی جائے ۔

وزیر تعلیم:-

الف:- یہ درست ہے کہ بلوچستان یونیورسٹی آف بلوچستان آرڈیننس ۱۹۷۰ء کے تحت قائم کی گئی ہے
ب و ج:- اس بارے میں حکومت بلوچستان لاء ڈیپارٹمنٹ سے وضاحت طلب کی گئی ہے۔ انہوں نے بتلایا کہ توثیق قوانین ایکٹ ۱۹۷۵ء کے تحت چند صدارتی احکامات مارشل لاء ریگولیشن، مارشل لاء احکامات اور دیگر قوانین کی توثیق ہو چکی ہے جو کہ گزٹ آف پاکستان، ایکسٹرا آرڈینری پارٹ (۱) مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۷۵ء میں شائع کردہ ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی آرڈیننس ۱۹۷۰ء (بلوچستان آرڈیننس نمبر (۱۹۷۰) کو صدر صاحب نے مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۷۵ء کو منظور فرمایا ہے اور یہ شیڈول میں شامل کیا گیا ہے۔ لہذا اب یونیورسٹی آف بلوچستان ایک خودمختار ادارہ (AUTONOMOUS BODY) ہو گیا ہے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:- (ضمنی سوال) جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ جولائی ۱۹۷۵ء میں شائع کردہ ایکٹ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ اور اس سے قبل یونیورسٹی خودمختار ادارہ نہ تھا۔ اب ہو گیا ہے۔ کیا اس کی تفصیل بتائی جا سکتی ہے اور یہ بتایا جا سکتا ہے کہ اس پہ عملدرآمد کب ہو گا؟

وزیر تعلیم:- جناب والا! اس کیلئے مجھے نیا سوال بھیجیں تاکہ آپ کو تفصیلاً جواب دیا جائے۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:- جناب والا! ہماری وزیر صاحبہ نے ضمنی سوال کا ہمیں تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ ہماری یونیورسٹی لاوارث چل رہی ہے۔

وزیر تعلیم:- جناب والا! اگر آپ اپنی یونیورسٹی کو خود لاوارث کہتے ہیں تو یہ بہت

افسوس کی بات ہے۔ آپ کو یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلوچستان کا ایک فرد بنایا ہے آپ بلوچستان کے مالک ہیں۔ آپ اس کے وارث ہیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:- جناب والا! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اس میں شک نہیں۔ اگر یونیورسٹی کا ایکٹ نہ ہو تو پھر یونیورسٹی کو لاوارث ہی کہا جائے گا۔ ویسے تو اللہ کی رحمت ہے۔ ہم اس کے وارث ہیں اور حکومت بلوچستان ہے

※ ۲۵۱۔ **مسٹر ارجن داس بگٹی**:- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

الف:- کیا یہ درست ہے کہ سال ۱۹۷۶ء کے بعد بلوچستان یونیورسٹی کا کوئی کانووکیشن نہیں ہوا حالانکہ ہر سال کانووکیشن ہونا چاہیئے تھا۔ اور ہر سال کانووکیشن میں ڈگریاں دی جانی چاہیئے تھیں؟

ب:- اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:-

الف:- یہ درست ہے کہ ۱۹۷۶ء کے بعد بلوچستان یونیورسٹی کا کوئی کانووکیشن منعقد نہیں ہوا۔

ب:- بلوچستان یونیورسٹی کے آرڈیننس اور دیگر رولز و ریگولیشن میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے کہ جس کی رو سے یہ لازم ہو کہ یونیورسٹی ہر سال کانووکیشن منعقد کرے تاہم پاس شدہ طلباء کو یونیورسٹی کی طرف سے ڈگریاں بروقت جاری ہوتی رہتی ہیں اور اس سلسلے میں پاس شدہ طلباء کو کسی قسم کی شکایت نہیں رہی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ ملک کی دیگر یونیورسٹیوں میں بھی یہ بات لازم نہیں گردانی جاتی کہ ہر سال کانووکیشن منعقد کی جائے۔ بلکہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض یونیورسٹیاں ناسازگار حالات کی بنا پر سالہاسال کانووکیشن منعقد نہیں کر سکیں۔

مسٹر ارجن داس بگٹی:- (ضمنی سوال) جناب والا! کیا یہ درست ہے کہ ہر سال

طلباؤ طالبات کو ڈگریاں جاری ہوتی ہیں اگر یہ ڈگریاں کانووکیشن (CANVOCATION) میں دی جائیں تو یہ ایک اچھا طریقہ کار ہوگا اور یہ یونیورسٹی کا ایک اصول بھی ہے۔

وزیر تعلیم:- جناب والا! اس بارے میں ہم وائس چانسلر سے یہ معلومات حاصل کریں گے۔ اور آئندہ اجلاس میں اس کی تفصیل بتائیں گے۔

مسٹر اسپیکر:- میر نبی بخش خان کھوسہ آج تشریف نہیں لائے ہیں۔ لہذا ان کا سوال کوئی اور ممبر دریافت کر سکتا ہے۔ (میر نبی بخش خان کھوسہ کا سوال مسٹر ارجن داس بگٹی نے دریافت کیا)۔

*** ۲۲۴۔ میر نبی بخش خان کھوسہ**:- (مسٹر ارجن داس بگٹی نے دریافت کیا)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

الف:- کیا یہ درست ہے کہ مشرقی نصیر آباد میں کوئی انٹر کالج نہیں ہے اور یہاں کے میٹرک سے فارغ التحصیل ہونے والے غریب طلباء مزید تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جاتے ہیں

ب:- اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مشرقی نصیر آباد میں ایک انٹر کالج کے قیام کی تجویز پر غور کرے گی۔؟

ج:- ضلع نصیر آباد ایک زرعی علاقہ ہونے کے باوجود زرعی کالج/انجینئرنگ کالج سے محروم ہے۔ کیا ان کالجوں کے قیام کی تجویز پر بھی غور فرمایا جائے گی؟

وزیر تعلیم:- یہ درست ہے کہ مشرقی نصیر آباد میں کوئی انٹر کالج نہیں۔ البتہ ضلع نصیر آباد کے شہر اوستہ محمد میں ایک ڈگری کالج موجود ہے جہاں پر طلباء میٹرک پاس کرنے کے بعد داخلہ لیتے ہیں۔ اس کالج میں طلباء کے قیام کے لئے ہاسٹل بھی موجود ہے۔ جہاں تک زرعی کالج کے قیام کا تعلق ہے۔ ہماری معلومات کے مطابق اس سلسلے میں ایک منصوبہ محکمہ زراعت میں

تیاری کے مراحل میں ہے۔ اسی طرح خضدار انجینئرنگ کالج کی تعمیر کا کام تیزی سے مکمل کیا جارہا ہے

مسز فضیلہ عالیانی: (ضمنی سوال) جناب والا! کیا وزیر تعلیم یہ بتاسکتی ہیں کہ اوستہ محمد ڈگری کالج اپ گریڈ (UP-GRADE) کر کے کب بنایا گیا؟ یعنی کس سن میں اس کا درجہ بڑھایا گیا؟

وزیر تعلیم:- جناب والا! اس کیلئے فریش نوٹس دیا جائے تو پھر ہم اس کا جواب دیں گے۔ یہ نیا سوال ہے۔

مسز فضیلہ عالیانی:- جناب والا! کسی بھی سوال سے متعلق کوئی بھی ضمنی سوال کیا جاسکتا ہے۔

آغا عبدالظاہر:- جناب والا! سال کا پوچھا گیا ہے کہ کس سال کالج کو اپ گریڈ کیا گیا؟

وزیر تعلیم:- جناب جو سوال یہاں موجود ہے۔ اس سوال کا جواب دینا میرا فرض ہے میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

آغا عبدالظاہر:- جناب والا! اس مرتبہ سوالات کے جوابات کا کچھ طریقہ کار ایسا ہی رہا ہے کہ وزراء صاحبان کہتے ہیں کہ نئے سوال کا نوٹس دیں۔ جواب آجائے گا۔ وزیر موصوفہ یہ بتائیں کہ خضدار انجینئرنگ کالج کب تک مکمل ہو جائے گا۔ یعنی اس کی تعمیر کب مکمل ہوگی۔

وزیر تعلیم:- جناب والا! جلد مکمل ہو جائے گا۔ آپ بھی خضدار کے رہنے والے ہیں۔ آپ کو سب کچھ معلوم ہے۔ ہمارا کچھ مشکلات ہیں۔ آپ کا بھی فرض بنتا ہے کیونکہ

آپ اس علاقے کے ایم پی اے ہیں۔ اگر آپ مجھ سے یہ سوال پوچھیں گے کہ کب بنے گا تو میں یہ جواب دوں گی کہ انشاء اللہ بہت جلد بنے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ سے بھی گذارش ہے کہ آپ بھی اس علاقہ کی طرف توجہ دیں اور کالج کا جو مسئلہ ہے آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر حل کرائیں

آغا عبدالظاہر: اگر صحیح (FIGURE) فیگر بتا دیں تو زیادہ بہتر ہو۔

وزیر تعلیم:- جناب والا! اگر ممبر موصوف ایک ماہ تک مجھ سے سوال پوچھنا چاہیں تو میں جواب دیتی رہوں گی۔ یہ ان کا بھی فرض بنتا ہے۔ کیونکہ وہ وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ یہ ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہم کام شروع کرتے ہیں مگر پیسے کی کمی کی وجہ سے کام رک جاتا ہے۔ اگر وہاں کے ایم پی اے ہمارے ساتھ تعاون کریں تو کبھی یہ رکاوٹیں پیدا نہ ہوں گی۔ انشاء اللہ کالج بہت جلد بن جائے گا۔ بشرطیکہ آپ کا تعاون ہمارے ساتھ رہا۔

آغا عبدالظاہر:- جناب والا! سوال گندم ہے مگر جواب جو آتا ہے۔ وہ ایک تاریخ بتا دیں کب تک مکمل ہو جائے گا۔

وزیر تعلیم:- جناب والا! انہوں نے خود گندم اور جو کو ملا دیا۔ اس میں وزیر کا کیا قصور ہے۔

※ ۲۲۳۔ میر نبی بخش خان کھوسہ:- (مسٹر ارجن داس بگٹی نے دریافت کیا)

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ ہر ضلع کے اراکین اسمبلی نے اپنے اپنے حلقوں سے ۲۵، ۲۵ امیدواروں کو بطور رسیے دی ٹیچر بھرتی کرنے کی سفارش ڈسٹرکٹ ایجوکیشن

آفیسر و آفیسران بالا کو ماہ اپریل میں پیش کر دی تھی ۔؟
ب :۔ اگر جز و (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک ان امیدواروں کے تعیناتی کے احکامات جاری نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ۔ جبکہ صوبے کے دوسرے ضلع کے اراکین اسمبلی کی سفارشات پر عملدرآمد ہو چکا ہے ۔ تاخیر کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم :۔

الف :۔ یہ بات سوائے نصیر آباد ضلع اور ضلع کچھی کے درست نہیں ہے ۔ باقی اضلاع میں سرکاری طور پر تشکیل شدہ کمیٹی کے ذریعہ لسٹ اور انٹرویو کے ذریعہ اساتذہ کی بھرتی کی گئی ہے ۔
ب :۔ کیونکہ ان اضلاع میں سرکاری طور پر تشکیل شدہ کمیٹی کے ذریعہ بھرتی نہیں کی گئی ہے اس لئے یہ معاملہ تاحال زیر غور ہے ۔

مسٹر ارجن داس بگٹی :۔ (ضمنی سوال) جناب والا! ضلع نصیر آباد اور کچھی میں اب تک جے وی اساتذہ بھرتی نہیں ہوئے ہیں ۔ اس نظام کو درست کرنا آپ کا کام ہے جبکہ دوسرے اضلاع میں جے وی اساتذہ کو بھرتی کرنا بھی آپ کا کام ہے ۔

وزیر تعلیم :۔ جناب اسپیکر! میں آپ کو یہ بتلا دوں کہ تمام ضلعوں میں جتنے بھی انٹرویو ہوئے ہیں ۔ وہ ہم نے فائنل کر دیئے ہیں ۔ اور اساتذہ ڈیوٹی پر آ گئے ہیں ۔ اب یہ کہنا کہ بغیر انٹرویو اساتذہ رکھ لئے جائیں ٹھیک نہیں ہے ۔ ایک ایم پی اے صاحب نے محکمہ تعلیم کو لسٹ لادی ہے کہ جناب میں جو چاہوں کر سکتا ہوں ۔ وہ لسٹ ہمارے پاس محکمہ تعلیم میں موجود ہے ۔ اب اس میں اتنے چھوٹے چھوٹے لڑکوں کا نام بھی درج کر دیا گیا ہے سارے نصیر آباد کے لوگوں نے شکایت کی تھی کہ ہمارا حق تھا ۔ ہم سے انٹرویو لیا گیا مگر ہمیں وہاں بھرتی نہیں کیا گیا ۔ لسٹ انہوں نے خود لا کر ایجوکیشن میں دی تھی ۔ تو اس طرح جب وہاں کمیٹی بنتا ہے ۔ اور علاقے کا ایم پی اے وہاں چیئرمین ہے ۔ ان سے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن

افسر نے ان سے انٹرویو نہیں لیا۔ وہ بضد ہیں کہ ہم نے جو انٹرویو لئے ہیں اور ہم جو لسٹ دے رہے ہیں۔ یہی لوگ رکھ لیں۔

٭ ۲۳۹۔ سردار میر جاکر خان ڈومکی :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف :- کیا یہ درست ہے کہ با اثر اساتذہ آئے دن پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں اٹیچمنٹ لے کر اصل مقام تعیناتی کے اسکولوں میں تدریسی فرائض سرانجام نہیں دے رہے اور اصل اسکولوں کے گاؤں کو غیر آباد ظاہر کرکے وہاں جانے سے کتراتے ہیں۔ کیا حکومت اس غیر قانونی طریقۂ کار کی روک تھام کیلئے ضروری اقدام کرے گی ؟

ب :- کیا یہ بھی درست ہے کہ اساتذہ کے آئے دن ہڑتال اور عدم دلچسپی تدریس کی وجہ سے اسکولوں اور کالجوں میں معیار تعلیم دن بدن گرتا جارہا ہے۔ اور طلباء دوران امتحانات نقل اور ہنگامہ آرائی سے بھی گریز نہیں کرتے۔

ج :- اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس ضمن میں کیا انسدادی تدابیر اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیلات سے آگاہ کریں۔

وزیر تعلیم :-

الف :- یہ درست نہیں ہے کہ با اثر اساتذہ آئے دن پرائمری، مڈل اور ہائی سکولوں میں منسلکی لیتے ہیں۔ البتہ ضلع کچھی نصیر آباد اور سبی کے کچھ علاقوں میں خشک سالی اور پینے کا پانی فراہم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ دوسرے علاقوں میں نقل مکانی کر جاتے ہیں اس لئے مجبوراً بعض اوقات ان حالات میں اساتذہ کو دوسرے سکولوں میں طلباء کی تعداد زیادہ ہے۔ منسلک کیا جاتا ہے۔ تاہم لوگوں کی واپسی پر منسلکیاں ختم کرکے اساتذہ کو اپنے سکولوں میں دوبارہ لگا دیا جاتا ہے۔

ب :- حال ہی اساتذہ کی ہڑتال کے علاوہ آئے دن سکولوں میں کوئی ہڑتال نہیں ہوئی اور عام طور پر اساتذہ اپنے کام میں دلچسپی لیتے ہیں اور جو اساتذہ دلچسپی نہیں لیتے۔

ان کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جاتی ہے۔ البتہ معیار تعلیم کچھ دوسری ناگزیر وجوہات کی بناء پر پورے ملک میں گر رہا ہے۔ جس کو قائم رکھنے اور بہتر بنانے کیلئے صوبہ ہذا میں مناسب اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ نیز یہ درست نہیں ہے کہ بعض اوقات سکولوں کے طلباء امتحانات میں ہنگامہ آرائی کرتے ہیں۔

ج :۔ دوران امتحانات جو طلباء نقل کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں بورڈ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرتا ہے۔ ان کو ایک سال سے تین سال تک کیلئے امتحان دینے سے روک دیا جاتا ہے۔

میر چاکر خان ڈومکی :۔ جناب اسپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ غیر آباد میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے اساتذہ کو دوسرے اسکولوں میں منسلک کر دیا ہے۔ جیسا کہ عبدالرزاق ایس ای ٹی ہیں۔ جس کو مڈل سکول غازی سے بھاگ بھیجا گیا ہے۔ یہاں دونوں جگہ آبادی اور پانی موجود ہے اور دوسرے نمبر پر مسٹر کشن چند ہے اس کو سنی سے بلیپٹ ہائی سکول میں بھیجا گیا ہے۔ مگر اس علاقے میں بھی آبادی ہے پانی ہے سب کچھ موجود ہے۔ یہ میرے پاس پوری لسٹ موجود ہے۔ یہاں پر کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ یہ غیر آباد سکول ہیں اور ان اساتذہ کو دوسری جگہ منسلک کیا جائے۔

وزیر تعلیم :۔ انشاء اللہ میں اس چیز کی تحقیقات کراؤں گی۔

مسز فضیلہ عالیانی :۔ جناب والا! پچھلے سال جولائی ۸۵ء میں جوانٹرمیڈیٹ کے امتحان ہوئے تھے۔ ان میں چند طلباء کو امتحان سے روک دیا گیا تھا اور ان کو سزا بھی دی گئی تھی مگر ان کو تفصیل اور پورے فیصلے سے آگاہ نہیں کیا گیا۔ اور ان سے کہا گیا کہ ان کو فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ لیکن ۱۸ جون ۸۶ء سے امتحان بھی شروع ہو گئے ہیں۔ تا حال ان طلباء کو کوئی فیصلہ نہیں سنایا گیا ہے۔ آیا ان طلباء کے ساتھ انصاف کیا جائے گا؟۔

وزیر تعلیم :۔ جناب والا! میں محترمہ کو بتلانا چاہتی ہوں کہ اس کے لئے ہم نے ایک

کمیٹی بنائی تھی اور اس پر غور و خوض کے بعد رپورٹ دی گئی۔ جتنے بھی ہمارے طلباء نکالے گئے تھے۔ ان کو ہم نے بحال کر دیا ہے اور یہ آپ کے سوال سے ایک ماہ پہلے بحال ہو گئے ہیں۔

پرنس یحییٰ جان:۔ جناب والا! یہاں لکھا گیا ہے کہ جو طلباء نقل کرتے ہوئے پکڑے جاتے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ تقریباً ۸۵ فیصد نقل کر کے لوگ طلباء ہو رہے ہیں۔ ڈگری کلاسز سے لے کر انجینئرنگ تک اور میڈیکل کالج والے بھی نقل کرتے ہیں۔ نیم حکیم خطرہ جان والی بات بن جائے گی۔ یہ ہماری تعلیم کا حال ہے۔

وزیر تعلیم:۔ اب آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ آپ بھی تھوڑا سا اپنے علاقوں میں کنٹرول کریں۔

پرنس یحییٰ جان:۔ میں تعلیم کا جمعدار تو نہیں ہوں۔ یہ تو آپ کا فرض ہوتا ہے کیونکہ آپ حکومت کی پانچ لاکھ کی گاڑی میں پھرتی ہیں۔

وزیر تعلیم:۔ جب لوگ آپ کو منتخب کرتے ہیں تو اپنے علاقوں کے بچوں کا خیال کرنا آپ کا فرض بنتا ہے۔ کچھ آپ خیال کریں۔

پرنس یحییٰ جان:۔ آپ کیوں وزیر بنی ہیں؟۔

وزیر تعلیم:۔ میں وزیر بنی ہوں لیکن آپ اپنے علاقوں میں بھی تو کچھ کام کریں۔

مسٹر اسپیکر:۔ اس مسئلے پر بہت بات ہو گئی ہے۔ اس کو ختم ہونا چاہیئے۔

وزیر اعلیٰ:۔ جناب والا! میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ یہ بڑی بدقسمتی کا مقام

ہے۔ ہمارے طلباء میں نقل کرنے کے ماہر ہیں۔ لہذا اس کا تدارک ہونا چاہیئے (تالیاں) اس لئے میں معزز رکن کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ حکومت چاہتی ہے کہ نقل کا رحجان ختم کیا جائے۔ وہ اس صورت میں ممکن ہے کہ عوام کا تعاون ہو اور ہمارے معزز اراکین جو کہ عوامی نمائندے ہیں اس میں کوتاہی نہیں کریں گے۔ ساتھ ہی حکومت بھی کوئی لاپرواہی نہیں کرے گی۔ یہ ایسی بات نہیں یہ تعلیمی بات ہے۔ ہمیں مل جل کر اس نظام کو درست کرنا ہے اور ہم اس سلسلے میں پوری کوشش کریں گے۔ کہ یہ رحجان ختم ہو۔

پرنس یحییٰ جان:- جناب والا! یہ تسلی بخش جواب ہے۔

***۲۴۵ مسٹر نصیر احمد باچا**:- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:۔

الف:۔ کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ بلوچستان نے ہیلپر سکول چمن کے افتتاح کے موقع پر ہیلپر سکول اور گورنمنٹ ہائی سکول چمن کی بہتری کیلئے گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا؟

ب:۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس گرانٹ کی منظوری کب تک دیگی۔

وزیر تعلیم:- (الف) وزیر اعلیٰ بلوچستان نے صرف ہیلپر سکول چمن کی گرانٹ کا اعلان کیا تھا۔ جس کی منظوری محکمہ ہذا کو مل گئی ہے۔ جلد ہی متعلقہ ادارے کو ادا کر دی جائیگی۔

مسٹر نصیر احمد باچا:- وزیر اعلیٰ صاحب نے ہائی اسکول چمن کو گرانٹ دینے کا اعلان کیا تھا۔ اگر وزیر صاحب کو یاد نہیں۔ تو ان کو ضرور یاد ہوگا کہ انہوں نے چلڈرن پارک بنانے کا اعلان کیا ہے۔

وزیر اعلیٰ:- جیسا کہ نصیر باچا صاحب نے فرمایا۔ انشاء اللہ یہ پارک ضرور دینگے۔

***نمبر ۲۵۴ مسٹر نصیر احمد باچا**:- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف :- کیا یہ درست ہے کہ چمن ہائی سکول میں زیر تعلیم طلباء از جماعت ششم تا ہشتم ڈیسک نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک اس جدید دور میں بھی ٹاٹوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں؟

ب :- اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان طلباء کے بیٹھنے کیلئے ڈیسک فراہم کرے گی۔ اگر نہیں تو کیوں ؟۔

وزیر تعلیم :- (الف) یہ بات کسی حد تک درست ہے۔

ب :- سکول ہذا کیلئے سال رواں کیلئے ۳۵۰۰۰/- روپے اس مقصد کیلئے مہیا کئے گئے ہیں۔ اور یہ فرنیچر ڈسٹرکٹ پرچیز کمیٹی کے ذریعہ تیار کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی محکمہ تعلیم محکمہ انڈسٹریز کے ذریعے تیار کردہ ڈیسک بھی عنقریب مہیا کر دے گی۔ امید ہے کہ اس کے بعد سکول کی ضروریات پوری ہو جائیں گی۔

مسٹر نصیر احمد باچا (ضمنی سوال) کیا وزیر صاحبہ تاریخ کا اعلان کر سکتی ہیں وہ بتا دیں کہ مرنے سے پہلے یا بعد میں فرنیچر مہیا ہوگا۔ کیونکہ گزشتہ تین سال سے بچے ٹاٹ پر بیٹھ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم :- آپ فکر نہ کریں انشاء اللہ مرنے سے پہلے آپ کو فرنیچر مل جائے گا۔ ہم جلد فرنیچر پہنچا دیں گے۔

مسٹر نصیر احمد باچا :- آپ نے وعدہ کیا ہے۔ امید ہے آپ اپنا وعدہ پورا کرینگی۔

وزیر تعلیم :- شکریہ۔

***۲۵۴ مسٹر نصیر احمد باچا** :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گی کہ :-

الف :- کیا یہ درست ہے کہ چمن ہائی سکول کے اساتذہ کیلئے رہائشی کوارٹرز نہیں ہیں ؟

ب :- اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چمن ہائی سکول کے اساتذہ کے لئے کوارٹرز تعمیر کرنے پر غور کرے گی ؟

وزیر تعلیم :- (الف) یہ بات درست ہے

ب :- اساتذہ کے لئے رہائشی کوارٹرز مرحلہ وار پروگرام کے تحت تعمیر کئے جا رہے ہیں ہائی سکول چمن کیلئے بھی اس پروگرام کے تحت رہائشی مکانات مہیا کئے جائیں گے۔

مسز فضیلہ عالیانی :- جناب اسپیکر! سال ۱۹۸۶-۸۷ کے لئے ڈی پی ایس اس کا ذکر نہیں۔ جیسا کہ آپ نے جواب میں فرمایا ہے کہ اساتذہ کو رہائشی مکانات مرحلہ وار پروگرام کے تحت مہیا کئے جا رہے ہیں۔ میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی اس کا ذکر کیا تھا۔ مرحلہ وار سے آپ کی مراد کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ :- جناب والا! جہاں تک سوال کا تعلق ہے تو یہ سوال کے زمرے میں نہیں آتا اس کے لئے انہیں نیا نوٹس دینا چاہئے تھا۔ چونکہ اس میں تعلیم کا معاملہ در پیش ہے۔ اس لئے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں تاکہ مسز خاتون تشنہ نہ رہیں۔ جناب والا! میں نے اپنی بجٹ تقریر میں بھی کہا تھا کہ تعلیم پر تقریباً ۵۴ کروڑ روپے خرچ ہو رہے ہیں اور ہمارے ایم پی اے صاحبان بھی ترقی دینے کی خاطر ترقیاتی پروگرام بنا رہے ہیں۔ یہ عوامی چیز ہے اور انشاء اللہ ہم اسے کسی سے بھی نہیں چھپائیں گے۔ یہ اسمبلی کے ہر فرد کا استحقاق ہے کہ وہ اس پروگرام کو آگے بڑھائے۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نہ تو آپ سے اور نہ عوام سے کوئی چیز چھپائیں گے۔ امید ہے کہ آپ اس پروگرام کو پسند فرمائینگی۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! چونکہ میرے محکمے کا سوال تھا اور میرا فرض بنتا ہے کہ میں اس کا جواب دوں۔ جناب والا! اس سلسلے میں ایک ماہ قبل میٹنگ ہوئی تھی۔ جس میں

اس مسئلے کو حل کر دیا گیا تھا۔

مسٹر اسپیکر:- آپ نے جواب دے دیا ہے۔ اب تشریف رکھیں۔

مسز فضیلہ عالیانی:- جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے جواب دے دیا ہے میں کسی حد تک مطمئن ہوں۔ لیکن میرا سوال صرف اتنا تھا کہ لے ڈی پی برائے سال ۱۹۸۶ء ۱۹۸۷ء میں اساتذہ کے رہائشی مکانات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ جہاں تک آپ نے ایجوکیشن کے لئے کروڑوں روپے رکھے ہیں۔ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتی ہوں۔ میں بھی واقعی تعلیم کی ترقی میں دلچسپی رکھتی ہوں۔ لیکن بجٹ میں اس کا ذکر نہیں تاہم میں وزیر اعلیٰ صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں۔

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! میں ایک بار پھر وضاحت کے لئے بتاتا ہوں کہ مرحلہ وار پروگرام کیا ہے۔ یہ ایک پروسیس پروگرام ہے۔ صرف ایک دن یا ایک گھنٹے کا پروگرام نہیں کیونکہ دنوں اور گھنٹوں میں تو رہائشی سہولت مہیا نہیں کی جا سکتی۔ لہٰذا ہم مرحلہ وار یہ سہولت فراہم کریں گے۔ کیونکہ ہم بجٹ سے باہر نہیں جا سکتے۔ اگر ہم اس بجٹ کے اندر ضروریات پوری کر سکتے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم ضرور ایسا کرتے۔ میں معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ اساتذہ ڈاکٹر صاحبان اور دیگر ملازمین کو ہم رہائشی مکان مہیا کر دیتے لیکن اس کا فقدان ہے۔ اگر محترمہ ملاحظہ فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ بجٹ میں اس مقصد کے لئے پروویژن موجود ہے۔

***۲۵۵- مسٹر نصیر احمد باچا:-** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

الف:- کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج کے پرنسپل/لیکچررز بیلے عرصہ دو سال سے بنگلہ تیار ہے۔ لیکن تا حال یہ بنگلہ ان کے چارج میں نہیں دیا گیا ہے

ب:۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم:۔ الف:۔ یہ سوال گورنمنٹ انٹر کالج سے متعلق ہے اور درست ہے۔
ب:۔ ابھی تک پانی اور بجلی کی تربیلا کا نظام مکمل نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں چیئرمین یونسپل کمیٹی نے مطلع فرمایا ہے کہ ٹیوب ویل کی تنصیب کا کام مکمل ہو چکا ہے اور پائپ لائن بچھائی جا رہی ہے امید ہے کہ ہفتہ عشرہ میں کالج کو پانی مہیا کر دیا جائیگا چونکہ کالج سٹاف خود ان عمارتوں کو جلد از جلد حاصل کرنے کا خواہشمند ہے اس لئے پانی کی سپلائی کے ساتھ ہی ان عمارات کا چارج لے لیا جائے گا۔

مسٹر نصیر احمد باچا:۔ چیئرمین نے آپ کو غلط بتایا ہے۔ بجلی پہنچ گئی ہے البتہ پانی ایک سال سے نہیں ہے۔ وہاں مشین خراب ہے۔ ویسے آپ کوئی دوسرا بہانہ کر سکتی تھیں۔

وزیر تعلیم:۔ یہ بات نہیں۔ شاید آپ کا اور چیئرمین کا کوئی پرسنل معاملہ ہوگا۔ میں انشاءاللہ ڈائریکٹر سکولز کو وہاں بھجواؤں گی۔ اور اگر یہ بات غلط تھی تو اس کا نوٹس لیا جائے گا

مسٹر نصیر احمد باچا:۔ جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ سٹاف خود خواہشمند ہے ان عمارتوں کو حاصل کرنے کا جبکہ دراصل ۱۹۸۲ء سے تعمیرات مکمل ہو چکی ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی خواہش کون پوری کرے گا۔

وزیر تعلیم:۔ محکمہ ایجوکیشن انشاءاللہ ان کی یہ خواہش پوری کردے گا۔

***۲۵۸۰۔ حاجی محمد شاہ مردان زئی:۔** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائینگی کہ۔

الف :۔ کیا یہ درست ہے کہ کاکڑ خراسان ضلع ژوب میں بہت سے پرائمری سکولوں میں اساتذہ مارچ ۱۹۸۶ء سے اب تک یعنی جون ۱۹۸۶ء تک سکولوں میں حاضر نہیں ہوتے ہیں
ب :۔ اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو وجہ بتلائی جائے

وزیر تعلیم :۔ الف :۔ یہ اطلاع درست نہیں ۔ اگر کسی جگہ کا استاد غیر حاضر پایا جاتا تو اس کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ۔
ب :۔ البتہ ۵ رننے سکول جن کی منظوری اپریل ۱۹۸۶ء میں ہوئی تھی اس میں نئے بھرتی شدہ

حاجی محمد شاہ مردانزئی :۔ جناب اسپیکر! کاکڑ خراسان میں سوائے چار پانچ سکولوں کے باقی تمام بند پڑے ہیں ۔ میں ان کے نام بتا سکتا ہوں ۔ جو اسکول بند ہیں ان کے نام یہ ہیں ۔ کڑم ، ممتر دین کاریز ، مغل چینہ ، رو غانئی ، ژڑہ تیژہ وغیرہ ۔ میں نے بار بار نام بھی دیئے ۔ ڈی ای او سے بات بھی کی ۔ اس لئے وزیر موصوف کا جواب درست نہیں

مسٹر اسپیکر :۔ آپ یہ نام مس پری گل کو دے دیں ۔

وزیر تعلیم :۔ معزز ممبر نے یہ نام مجھے تو نہیں بتائے تھے ۔ آپ مجھے بتاتے تو ضرور ایکشن ہوتا ۔ بہر حال میں اس کو دیکھوں گی ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔

اعلانات

مسٹر اسپیکر :۔ اب سیکرٹری اسمبلی اعلانات پڑھ کر سنائیں گے ۔

اختر حسین خان (سیکرٹری اسمبلی) میر فتح علی عمرانی نے درخواست دی ہے کہ

"ایک ضروری کام سے کوئٹہ سے باہر جا رہا ہوں اس بنا پر آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- حاجی محمد یوسف پیر علیزئی صاحب نے درخواست دی ہے کہ "کسی مجبوری کی وجہ سے وہ آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا ان کے حق میں آج کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی:- میر احمد خان زہری نے درخواست دی ہے کہ "وہ کسی مجبوری کی وجہ سے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے۔ لہٰذا رخصت منظور کی جائے"

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی)

سیکرٹری بلوچستان صوبائی اسمبلی:- الحاج نواب تیمور شاہ جوگیزئی نے درخواست دی ہے کہ "طبی معائنہ کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ لہٰذا اسمبلی کے بقایا اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا ہوں۔ لہٰذا آج سے اجلاس کے بقیہ دنوں کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر اسپیکر:- سوال یہ ہے کہ رخصت منظور کی جائے۔
(رخصت منظور کی گئی)

مسز فضیلہ عالیانی:- جناب اسپیکر! اگر جناب کی اجازت ہو تو میں ایوان کے سامنے ایک گذارش کرنا چاہوں گی۔ اس سلسلہ میں میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے ان کے آفس میں بھی بات کی تھی۔ کہ جیسا کہ دیگر اسمبلیوں میں اجلاس کے دوران اسمبلی کے عملہ کو سیشنل الاؤنس (Sessional Allowance) دیا جاتا ہے۔ یہ رقم ان کی بنیادی تنخواہ کا پچیس فیصد ہوتا ہے کیا وزیر اعلیٰ صاحب سیشنل الاؤنس کے لینے پر غور فرمائیں گے چونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کا عملہ دن رات کام کرتا رہا ہے اور یہاں تک کہ چھٹیوں کے دنوں میں بھی کام کرتا ہے۔ تو کیا ان کو یہ سہولت مل سکتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:- جناب والا! یہ معقول تجویز ہے انشاء اللہ ہم اس پر غور کریں گے اور میں اس کا اعلان کل کروں گا۔ (تالیاں)

میر عبدالکریم نوشیروانی:- جناب والا! میں اس ایوان کی طرف سے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس تجویز پر غور کریں گے۔

مسٹر اسپیکر:- نوشیروانی صاحب آپ کس تجویز کی بات کر رہے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ کل آپ نے بجٹ پر اپنی تقریر مکمل کر لی ہے اور براہ مہربانی بیٹھ جائیں
اب وزیر خزانہ منظور شدہ اخراجات کے مصدقہ گوشوارے ایوان میں پیش کریں گے۔

میر ہمایوں خان مری (وزیر خزانہ) جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں

منظور شدہ اخراجات کے مصدقہ گوشوارے برائے سال ۱۹۸۵-۸۶ء اور ۱۹۸۶-۸۷ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

مسٹر اسپیکر:۔ منظور شدہ اخراجات کے مصدقہ گوشوارے ایوان میں پیش ہونے چونکہ ایوان کے سامنے مزید کام نہیں۔ لہٰذا اجلاس کل صبح دس بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(دس بجکر پچاس منٹ قبل دوپہر اسمبلی کا اجلاس اگلی صبح مورخہ ۲۳ جون ۱۹۸۶ء دس بجے تک کیلئے ملتوی ہو گیا)